رونقِ محفل ہوں میں

از

جناب آلم مظفر نگری

ہوں نمودِ حق اگرچہ جلوۂ باطل ہوں میں
زندگی میں زندگیٔ عشق کا حاصل ہوں میں

مرکزِ اسرارِ غم یعنی سراپا دل ہوں میں
روزِ اول سے نگاہِ دوست کے قابل ہوں میں

اپنی بربادی کے ماتم کی نہیں فرصت مجھے
ہم نشیں جب سے شریکِ بے کسیٔ دل ہوں میں

کس قدر ہے بے نیازِ ہوش میری بے خودی
اپنی منزل پر ہوں اور گم کردۂ منزل ہوں میں

شورشِ ہستی مجھے دیتی ہے پیغامِ سکوں
موجِ ہر طوفاں میں تسکینِ سرِ ساحل ہوں میں

مرحبا اے گرمیٔ سوزِ محبت مرحبا
پھونک دینے ہم قسمتِ پروانۂ محفل ہوں میں

رقص کرتی ہے مرے نغموں پہ روحِ کائنات
سازِ نیرنگِ فنا ہوں رونقِ محفل ہوں میں

بے نیازی حسن کی شاید ابھی واقف نہیں
حاصلِ ضبطِ فغاں ہوں جذبۂ کامل ہوں میں

میری ہستی پر محبت کو ہے کیا کیا نازشیں
آپ کی نظروں میں جب سے اعتبارِ دل ہوں میں

دی جوانی زندگی کو میرے سوزِ عشق نے
جس سے پیدا ہوں چمن اس برق کا حاصل ہوں میں

کون ہے عالم میں سوز و ساز کے ہوں کیا خبر
شمعِ بزمِ ناز یا پروانۂ محفل ہوں میں

دیکھتا ہے ذرہ ذرہ آشنایانہ مجھے
آپ کی محفل میں گو بیگانۂ محفل ہوں میں

جادۂ ہستی میں ہوں خود ذمہ دارِ عیش و غم
صبحِ منزل اور کہیں شامِ سرِ منزل ہوں میں

روز و شب ہوں اب تو محوِ لذتِ بیدادِ عشق
یا الٰہی وہ نہ سمجھیں خوگرِ مشکل ہوں میں

وقت پر ہر اک تمنا میری بر آئی آلم
زندگی میں پھر بھی محتاجِ سکونِ دل ہوں میں

غزل

از

(جناب برج لال جگی رعنا بی۔ اے)

لہو میں ڈوب کر مثلِ دمِ خنجر نکلتے ہیں
شہیدانِ محبت سرخرو ہو کر نکلتے ہیں

زمانہ نور والوں سے کبھی خالی نہیں رہتا
جو سورج ڈوبتا ہے تو مہ و اختر نکلتے ہیں

اگر ہے عشق صادق تو ہے ترکِ عشق ناممکن
کہ اس کوچے میں جو آتے ہیں وہ مر کر نکلتے ہیں

ظہورِ نورِ حق باطل کے جلووں میں نہیں ہوتا
کبھی آبِ یمِ تصویر سے گوہر نکلتے ہیں؟

نہ پوچھو حسرتِ پرواز اس معصوم طائر کی
قفس کی چار دیواری میں جس کے پر نکلتے ہیں

دلِ غمگیں میں تیری یاد یوں سج دھج کے آتی ہے
فلک پر رات کو جیسے مہ و اختر نکلتے ہیں

بقدرِ ضربِ غم دل میں ظہورِ ہوش ہوتا ہے
بقدرِ ہوشِ دل انسان کے جوہر نکلتے ہیں

فروغِ جلوۂ وحدت ہے کثرت اس طرح رعنا
خمِ صہبا سے جیسے سینکڑوں ساغر نکلتے ہیں

العلم والعلماء

یہ بہت بڑے امام حدیث علامہ ابن عبد البر کی شہرہ آفاق کتاب "جامع بیان العلم و فضلہ" کا نہایت نفیس ترجمہ ہے کتاب کے مترجم مشہور ادیب اور بے مثال مترجم عبد الرزاق صاحب ملیح آبادی ہیں یہ ترجمہ مولانا ابو الکلام آزاد کے ارشاد کی تعمیل میں کیا گیا تھا جو اب ندوۃ المصنفین سے شائع کیا گیا ہے علم و فضیلتِ علم و علماء پر اس درجے کی کوئی کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی صفحات ۳۰۰، بڑی تقطیع، کاغذ، کتابت، طباعت بہت عمدہ، قیمت چار روپے آٹھ آنے۔ مجلد پانچ روپے آٹھ آنے

شئون علمیہ

توہم کی کارفرمائی

دس برس ادھر امریکہ کے پروفیسر نفسیات ڈاکٹر ایڈورڈ کایول نے اپنے تین ساتھیوں کو گھر پر مدعو کیا۔ ان میں سے ایک صاحب نامور ریاضی داں ہیں۔ کھانے کے دوران میں ان کے ہاتھ سے نمک گر گیا۔ فوراً ہی انہوں نے ایک چٹکی نمک اپنے بائیں کندھے کی طرف پھینک دی۔ ایک دوسرے صاحب ماہر معاشیات تھے۔ انہوں نے جب شیر خوار بچے کی صحت کا ذکر کیا تو لکڑی کو ہاتھ لگایا۔ اب رہے تیسرے صاحب تو وہ فلسفہ کے ماہر تھے۔ شام کو جب تاش کھیلنے کا وقت آیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ہمیشہ نیلے رنگ کے تاش پسند کرتے ہیں کہ یہ "سعد" ہے۔

جب یہ تینوں رخصت ہونے سے قبل ایک جگہ بیٹھے تو میزبان نے "توہمات" کا ذکر چھیڑا۔ تینوں مہمانوں نے بڑے زور شور سے اس انسانی کمزوری سے بری ہونے کا اعلان کیا۔

۱۹۴۴ کی اس دعوت نے ڈاکٹر کایول کو "توہمات کی دنیا" کی سیر پر آمادہ کر دیا۔

ڈاکٹر کایول کے سائنس دانوں کی ایک جماعت ہے جس نے ۱۰ ملکوں میں ڈیڑھ لاکھ سے اوپر لوگوں سے توہمات کے بارے میں سوال کئے۔ انہوں نے مختلف آمدنی اور تعلیم رکھنے والے مردوں اور عورتوں سے سوالات کئے۔

انہوں نے توہمات کی کوئی ۴ ہزار قسمیں قرار دیں اور انسانوں کو تین گروہوں میں تقسیم کیا۔ ایک تو وہ ہیں جو توہمات کو قطعاً نہیں مانتے۔ یعنی منکرین۔ دوسرے وہ جو توہمات پر پورا یقین رکھتے ہیں یعنی معتقدین۔ تیسرے وہ جو کہتے تو یہی ہیں کہ وہ نہیں مانتے۔ لیکن وہ کسی کھانے کی میز پر ۱۳ میں شریک نہیں ہوتے اور نہ کسی سیڑھی کے پیچھے سے گزرنا پسند کرتے ہیں یا اس قماش کی اور باتوں سے گریز کرتے ہیں یعنی مذبذبین ہیں۔

اس عالم گیر تحقیق کی بدولت عجیب وغریب نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر لوگ دو دنیاؤں میں رہتے ہیں۔ ایک دنیا تو منطق اور سائنس کی ہوتی ہے اور دوسری توہمات کی غیر منطقی دنیا۔ صرف دس میں سے تین لوگ قطعیت کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وہ توہم پرست نہیں ہیں۔ دس میں دو ایسے لوگ ہے جو فخر کے ساتھ کہتے ہیں کہ وہ توہم پرست ہیں۔ اس کو کمزوری سمجھتے ہیں۔ لیکن تفنن کے طور پر اس میں مبتلا رہتے ہیں

دس میں دو مذبذبین بھی ملے جو کرنے کو تو انکار کرتے ہیں لیکن عملاً ان تمام توہمات کی پابندی بھی کرتے ہیں۔ اب رہ گئے باقی تین۔ تو وہ توہم پرست ہیں۔ اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

بہت مشہور اور بہت پھیلے ہوئے ۲۲۷ توہمات میں سے ۱۱۴ کو بالکل لغو اور مہمل قرار دیا گیا۔ ۸۵ توہمات بے ضرر قرار پائے۔ باقی ۲۸ توہمات کو ضرر رساں قرار دیا گیا جو ماننے والوں کو مشکلات اور پریشانیوں میں مبتلا کر دیتے ہیں اور نقصان مال کا بھی باعث ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر کالیول نے اس تحقیق کے دوران میں معلوم کیا کہ توہم پرستی ان پڑھ لوگوں کا خاصہ نہیں ہے۔ کیونکہ مستند توہم پرستوں میں یونیورسٹی کی ڈگریاں رکھنے والے حضرات کی بھی کافی تعداد ہے۔

یہ بھی ایک نظریہ ہے کہ مردوں سے زیادہ عورتیں توہم پرست ہوتی ہیں۔ لیکن اس تحقیق نے اس کی پردہ دری کر دی۔ ڈاکٹر کالیول کے سب ساتھیوں نے متفقہ رپوٹ بھی دی کہ مردوں کے مقابلہ میں عورتیں زیادہ توہم پرست نہیں ہیں۔ مگر یہ ضرور ہے کہ عورتیں اپنے توہمات میں راسخ زیادہ ہوتی ہیں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ تماش بازوں اور جواریوں میں توہم پرستی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ۲۰ مزید توہمات تاش بازوں سے اور ۱۸ جواریوں سے منسوب ہیں۔

قوموں میں چینی سب سے زیادہ توہم پرست واقع ہوئے ہیں۔ ان کے یہاں کوئی ۲ ہزار ایسے توہمات ہیں جو دوسری قوموں میں نہیں پائے جاتے۔

اہل امریکہ بڑے شگنیئے ہوتے ہیں۔ لاکھوں آدمی کسی سکے، گھوڑے کی نعل، پرانے بٹن، تاگے یا خرگوش کے پاؤں کو بڑا شگنی سمجھتے ہیں۔

ہوائی طبیعیات کے ایک پروفیسر نے شرم کے ساتھ اقرار کیا کہ کوئی ۲۰ سال سے وہ